جوگ بششٹ

از

(جناب پروفیسر سید ابو ظفر صاحب ندوی احمد آباد)

(۲)

کوئی کہے اس دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم عین حق ہے، پس اجزائے عالم کو مثل اجرام فلکی اور اور اجسام ارضی کے بھی حق تصور کرنا چاہیئے اور جب ان کو حق سمجھا جائے تو زمان و مکان وغیرہ کو حق سمجھنا پڑے گا، اور جیسے حق ہمیشہ یکساں ہے، ان کو بھی ہمیشہ یکساں ہونا چاہیئے۔ جواب یہ ہے کہ حق نے ہر وقت اور ہر مکان میں جو لباس پہنا، دوسری جگہ وہ نہیں پہنا، اور اس مکان و زمان میں بھی لباس کا پہننا برائے نام فرض ہوا ہے۔ اور عالم کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ اکارن تھا، یعنی اپنا صانع ہونا نہیں رکھتا تھا۔ وجہ ظاہر ہے کہ مرتبہ علم میں تھا۔ اور ظاہر ہے کہ صُور علمیہ جناب باری کا کہ یہ اشارہ اعیان نامہ حقائق اشیار سے ہے، کسی کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے۔ جب اس نے ارادہ کیا کہ یہ عالم ظاہر ہوئے "پرتجھ ہوا" اطلاق اس نام کا اس سبب سے ہوا، کہ جو کچھ نظر آتا ہے وجود حق کا ہے، اور کچھ نہیں ہے اور جو کچھ صورت اور شکل سے نظر آتا ہے، اور عقل و تصور میں سماتا ہے، وہ حقیقت کچھ نہیں رکھتا، پس علت ظہور عالم کا، دوست رکھنا حق کا ہے، اور جو الیسوں سے ظاہر ہوتا ہے وہ دو نوع سے ہے۔

(۱) شبد، (۲) انمان،

(۱) شبد سے مراد دلیل نقلی ہے جس کو منقول کہتے ہیں۔ اظہار اس کا بید (وید) اور مقدسوں کے اقوال سے ہے۔

(۲) انمان سے مراد دلیل عقلی ہے، جس کو معقول کہتے ہیں۔ یعنی دلیل سے ثابت کرنا جیسے کوئی دھواں دیکھ کر آگ کا وجود ثابت کرے۔ چوں کہ شبد اور انمان پرتجھ سے ظاہر ہوئے، اس وجہ

سے تینوں حق ہیں۔ اور علم حقیقت کو منسوب حق سے کرو۔ خواہ خلق سے، عین حق ہے۔ جو حق سے غیر ہے وہ جہل اور غفلت ہے۔ مکنت کا مقام اُس وقت تک نہیں ملتا، جب تک غیر اس کی کسی شی کو دیکھے پس چاہیئے کہ ہر شے کو اس طرح خیال کرے جیسا کہ کوئی شخص خواب میں دیکھے اور بیداری میں وہ معدوم ہو جائے، موجوداتِ عالم بھی اسی طرح تصور کرنے سے نظر آتی ہے۔ اور عرفان سے معدوم ہو جاتی ہے کوئی کہے کہ موجودات بوقت قیامت اور موت کے فانی ہوتی ہے، اگر یہ حق ہے تو صفت فنا و عدم حق پر عائد ہوئے، تو جواب یہ ہے کہ بر ہمہ کی ہستی محض ہے اور نقص عدم اس کے واسطے نہیں ہے اور کوئی اپنے واسطے نقص روا نہیں رکھتا۔ یہ عالم فقط اعتباری اور صفاتی حق سے نسبت رکھتا ہے ورنہ جو آثار صفات، نشان اور نام رکھتا ہے، سب کو زوال اور فنا ہے، جیسے دنیا کو قیامت ہوگی، بہشت دوزخ اور جو کچھ بھی نام رکھتا ہے، فنا ہوگا اور حق سب جگہ ہے، اس کو حرکت اور انتقال نہیں، جیسے پہاڑ اور بحر نا پیدا کنار، اور اس کا کچھ نام و نشان بھی نہیں اور عقل و حواس کو اس کے نزدیک پہنچنے کی رسائی بھی نہیں۔ اس کی یہی علامت ہے، کہ علامت بیان نہیں ہو سکتی، اور یہی نام ہے، کہ کوئی نام نہیں، اور لائق اشارہ بھی نہیں۔ مگر کچھ ہے اور بوقتِ وقوعِ قیامتِ کبریٰ تمام موجودات و مفہومات کو فنا ہوتی ہے، اس حالت میں جو فنا سے محفوظ رہتا ہے، وہ حق ہے، اس سے زیادہ طاقت بیان کی نہیں ہے۔

اس باب کے شروع سے یہاں تک مسلسل ۲½ صفحے میں نے اس خیال سے نقل کئے کہ ناظرین کو اندازہ ہو جائے کہ مصنف کے بیان کا کیا طرز ہے، اس کے بعد مختلف قسم کے سوال و جواب ہیں۔ مثلاً قیامتِ کبریٰ کے بعد اس عالم کا کیا حال ہوگا۔ یا جب خالق اور خلق کو ایک فرض کر لیا جائے تو فنا اور بقا کی دونوں صفتیں دونوں کے لئے یکساں ہوں گی، اس کے بعد وہی خواہش سے آزادی، بیم و رجا سے رستگاری کی تلقین شروع کر دی ہے، اور ایک قصہ ملک الموت اور ایک رشی کا بیان کیا ہے یعنی ملک الموت نے اس کو مارنا چاہا تو ناکامیاب رہا، کیوں کہ اس نے دائمی زندگی حاصل کر لی تھی۔[1]

[1] یہ بہت طویل مگر بے حد لچر سا قصہ ہے فقط طوالت کے خیال سے حذف کر دیا ہے۔

پھر لکھا ہے کہ مکت یا مکتی (نجات) کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جیون مکت یعنی زندگی ہی میں آزادی حاصل ہو جائے۔

(۲) بدیہہ مکت، یعنی بعد انتقال کے آزادی حاصل ہو، اور بدیہہ مکت اس کو حاصل ہوتا ہے، جو جیون مکت پہلے حاصل کرلے۔

ایک سوال کے جواب میں کہ توحید کی تعریف کرو، لکھتا ہے کہ "ہستی بحت جو قیامت کبریٰ کے بعد باقی رہتی ہے، وہی صاحب عالم اور عالمیان کا ہے، وہ عین دانائی اور سراپا نور ہے اس کے بعد ایک طویل قصہ ایک عورت لیلا نامی کا ہے۔ جو اپنے شوہر کو ہمیشہ جوان اور زندہ رکھنا چاہتی ہے غرض حکایات، سوال و جواب اور مختلف علمی بحثیں مثلاً اکھان بھومکا کے سات درجوں کی تعریف باگیان بھومکا کے سات درجوں کی تعریف وغیرہ پر یہ باب ختم ہو جاتا ہے لیکن اس باب کے عنوان پیدائش عالم کے متعلق مسلسل نتیجہ خیز کہیں پتہ نہیں۔ اسی لئے اس فن کے علمائے ہند کا قول ہے کہ اس میں تصوف کم اور دوسری باتیں زیادہ ہیں۔

چوتھا استہیہ پرکرن یعنی جس طرح قیام اس عالم کا ہے۔ مصنف لکھتا ہے کہ تصویر اس عالم کی خود بخود بنی ہے، اگر اس کا مصور تصویر کے لئے فرض کیا جائے، تو دوئی لازم آتی ہے، حالاں کہ یہ بے رنگ، اور بے شکل جو کچھ مفروض ہے، وہ دل ہے، بجز اس کے کوئی نہیں۔ اور یہ بھی وہم ہے، اور عالم کا دل، آتما کا آئینہ ہے۔ اور آتما کا دل، عالم کا آئینہ ہے۔ اور آتما آئینہ دل کا۔ اگر کوئی اپنی صورت آئینہ میں دیکھے اور اس کی صورت اور آئینہ کا عکس دوسرے آئینہ میں پڑے، تو صورت کا تفاوت کچھ نہ ہوگا۔ فقط یہ سبب دو آئینہ کے دو نظر آئیں گے، اب سمجھو کہ آتما ازلی اور روشن صورت ہے، مثل آئینہ کے۔ اور آئینہ دل کا تھوڑا تاریک ہے۔ اس وجہ سے جیسی کہ صورت ہے، نظر نہیں آتی ہے، جب صاف ہو جائے صورت اصلی نظر آئے جیسے کہ آئینہ کو صورت کا دیکھنا، آئینہ کے ارادے اور اختیار سے نہیں ہے، اسی طرح آتما پیدا کرنے کا عالم کو اختیار نہیں ہے اور نمود عالم کی آتما ہی خود بخود ہوتی ہے اور ظہور وجود عالم کا لازمی، عادتی اور طبعی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خالق اور مخلوق دو نہیں ہیں۔ اور عدم اور وجود عالم کا ارادہ سے نہیں ہوتا ہے، عادتاً اسی طرح سے ہے۔

یہ بیان مصنف کا ہے، مترجم کہتا ہے کہ نیائے شاستر والے کہتے ہیں، کہ خالق تکوینِ عالم میں خود مختار ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے، مجبور نہیں ہے، یعنی پہلے مذکورہ نظریہ کے برعکس۔ پھر کہتا ہے کہ ہریک شاستر اور ہر ملک کے حکما اپنے اپنے طرز پر اس مسئلہ کو بیان کرتے ہیں۔ لیکن وہ دلیل جو حیرت کو دور کرے اور حق الیقین کا مرتبہ پیدا کرے، کوئی پیش نہ کر سکا۔ وجہ یہ ہے کہ "

"چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند"

مصنف کہتا ہے کہ حق نہ کارن ہے نہ کارج، یعنی نہ خالق نہ مخلوق۔ مگر ایسی چیز ہے کہ سب کا دل اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پس تو بھی اپنے دل کو آرام دینا چاہتا ہے تو اس کی طرف رجوع کر سب اسی کا ظہور ہے۔ اس کے سوا جو مفہوم ہوتا ہے وہ وہم وخیال ہے۔ جیسے پتھر کے تختے صاف ہوں، ویسے ہی حق ہے، جب ہاتھ، قلم اور رنگ کے سبب سے اس میں نوع بہ نوع کے نقش ونگار ہوں ویسا یہ عالم ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ انسان کی انتہائی نظر آسمان تک ہے۔ اس کے بعد اس طرف کیا ہے، یہ معلوم کرنا امکان بشر سے باہر ہے اسی سبب سے کسی نے کچھ خبر نہ دی۔ اور جس نے کچھ بتایا اس کا ثبوت بہم نہیں پہنچایا۔ اس وجہ سے کہتا ہوں کہ اس کی نفی اور اثبات مجبور اور مختار کے معاملہ میں بحث کرنا یا اس کی تعریف اور مذمت میں لب کھولنا محض نادانی ہے لیکن تحقیقات سے باز رہنا پست ہمتی ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اس معاملہ میں افراط اور تفریط کو دخل نہ دے، مگر آسمان کی اس طرف پہنچنے کا قصد رکھے۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کام من بر نہ آید   یا تن رسد بہ جاناں یا جاں ز تن بر آید

بالیقین جانتا ہوں، کہ جس کو آسمان کے اوپر کا علم ہوا، وہ خاموش ہو گیا، اور جب تک گویا ہے، وہ آسمان کے اسی طرف ہے، اُس طرف نہیں گیا۔ پس وہ اندھا ہے، اور حیرت میں مبتلا ہے، آسمان کے اندر کی بات وہ معتبر ہے جو دلیل سے ثابت ہو، اور تہذیبِ اخلاق، تدبیرِ منزل، سیاستِ مدن، علمِ طبعی، ریاضی، اور مابعد الطبعیات کے موافق ہو۔

مصنف اور مترجم کی بعینہٖ عبارت راقم الحروف نے نقل کر دی ہے، ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ اس باب کا جو عنوان ہے اس کے متعلق کیا دلیل دی گئی۔ اس کے بعد "بھرگ رشی اور اس کے لڑکے سکر" کی ایک طویل حکایت ہے، جس نے راجہ اندر کے دربار کی ایک پری کو دیکھ کر عاشق ہو جانے کے سبب اپنی روح قالب سے خالی کر لی۔ اور اس کے دربار میں پہنچا، اور اس سے وصل کر کے جب واپس ہونے لگا تو اکاش میں اس کی روح پانی بن کر بنگالہ میں گری۔ اور اناج بن کر ایک برہمن کی خوراک ہوئی، اور نطفہ بن کر عورت کے بطن سے پیدا ہوا، باسدیو نام رکھا گیا، بڑا عالم فاضل بن کر ایک پہاڑ پر خدا کی عبادت میں مصروف ہو گیا، ادھر اس کا باپ جب مراقبہ سے فارغ ہوا، تو لڑکے کو مردہ دیکھ کر بہت غصہ ہوا، اور ملک الموت کو بد دعا دینا چاہا۔ ملک الموت نے ایک لمبی تقریر کی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو عدم سے وجود میں آتا ہے وہ سب میری خوراک ہے، اس میں نہ میرا کچھ دخل ہے، نہ تیرا۔ جو جیسا کرتا ہے ویسا پاتا ہے، تیرے لڑکے نے جیسا کیا پایا۔

اس کے بعد مصنف نے ایک طویل نصیحت نقل کی ہے، جو شری رام کو کی گئی ہے اس کا خلاصہ اسی قدر ہے کہ تم خواہشات کو دل سے نکال ڈالو۔ اور بیم و رجا سے مبرا ہو جاؤ۔ اور جس طرح ایک شریف آدمی اپنے برے پڑوسی سے اس کی برائی جاننے کے باوجود، اچھا برتاؤ کرتا ہے، یا انسان کو جائے ضرور میں جانا ہی پڑتا ہے، اسی طرح تم اہل و عیال کے ساتھ دنیاداری کے کام انجام دو۔ اور سلطنت کی دیکھ بھال کرو۔

اس کے بعد ایک طویل قصہ راجہ پاتال کا ہے جو زیر زمین ہے، اس نے کئی بار اندر راجہ کو شکست دے کر ملک لے لینا چاہا۔ لیکن خود شکست کھا کر واپس گیا۔ آخر اس نے ایسے تین دیو پیدا کئے جو لذات و محسوسات سے ناواقف تھے، انھوں نے راجہ اندر کو شکست دے کر ملک پر قبضہ کر لیا۔ راجہ اندر پہاڑوں میں چھپ گیا اور دیوتاؤں سے مدد مانگی۔ لیکن کئی بار ان دیوتاؤں کو بھی شکست دی گئی۔ آخر دیوتاؤں نے برہما سے مدد مانگی۔ برہما نے کہا ذرا انتظار کرو، کچھ ہی عرصہ کے بعد ان میں خواہشات پیدا ہو جائیں گے، اس وقت تم ان پر کامیاب ہو جاؤ گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اسی قصہ کو سامنے رکھ کر شری رام کو نصیحت کی جاتی ہے کہ تم ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ تم میں خواہش نہ پیدا ہونے پائے، اس کے بعد متعدد حکایتیں، کہانیاں، اور شری رام جی کو نصیحتیں ہیں۔ راقم الحروف تخلیق کے سلسلہ کا ذکر کر کے اس باب کو ختم کرتا ہے۔

جب چتن سروپ نے ارادہ کیا کہ وحدت سے کثرت ہو، بدن سے تعلق کیا، جیو آتما" نام ہوا۔ جب پہلے سے زیادہ متعلق ہوا۔ اہنکار نام ہوا۔ اس سے جب زیادہ متعلق ہوا، "بدھ" کہلایا، پھر بدھ کے سنکلپ سے من پیدا ہوا، اس نے پانچوں گیان اندری (حواس خمسہ ظاہری)، اس نے پانچوں کرم اندری (ہاتھ، پاؤں، نطق، مقعد، آلہ تناسل) پھر تمام جسم کو پیدا کیا۔ پھر آتما نے یہ قید خود از خود قبول کی۔ جیسے پیلا کیڑا ریشم کو اپنے لعاب دہن سے بناتا ہے، چتن سروپ نے تمام قیود بھی اپنے آپ برآمد کیں۔ جیسے تخم نے درخت کو اپنے وجود سے آپ پیدا کیا اور جس طرح درخت میں تخم پوشیدہ ہو گیا۔ اسی طرح سے برہم کائنات میں چھپ گیا۔ دل غموں کی آگ جلا، اور اور خواہش کی ہوا سے پژمردہ ہوا، اور تردد کی موجوں میں ڈوبا، اور غرور کی خاک میں گر گیا۔ جب ہر طرف سے ایسی آفتوں میں مبتلا ہوا، اوسان باختہ ہوتے اپنی اصل کو بھول گیا، یعنی خود خدا جب انسانی شکل میں آ گیا اور بشریت اس پر غالب آ گئی، تو وہ فراموش کر گیا کہ میری اصل پرما آتما ہے)

اور سب سے پہلے پرم آتما سے جیو آتما ہوا، اور پرم آتما سے مراد "روح مطلق" ہے ان دونوں کے تعلق اور تصرف سے دل پیدا ہوا۔ دل نے سب سے پہلے شبد (لفظ یا آواز) پیدا کیا۔ اس کا مادہ خلا یعنی آسمان ہے، اور قوت سامعہ اسی سے متعلق ہے۔ آسمان نے سپرس یعنی قوت لامسہ کو پیدا کیا، اس کا مادہ ہوا سے ہے۔ اور یہ تمام جسم میں ہے، ہوا نے خلا سے اتصال کیا، تو آگ کو پیدا کیا، اس سے قوت باصرہ ہوئی، آگ سے پانی پیدا ہوا، اور اس سے رس یعنی ذائقہ جو زبان سے معلوم ہوتا ہے پیدا ہوا۔ پانی سے بو پیدا ہوئی۔ اس کا مادہ خاک سے ہے، پانچوں عنصر مع اپنے خواص کے جب موجود ہوئے، ان کی آمیزش اور اختلاط سے ایک مزاج پیدا ہوا، جیسے آگ سے چنگاری" جس وقت اس چنگاری نے اہنکار، عقل اور حواس سے امداد پائی۔ بیل کی پھل کی طرح

بڑا ہوگیا، اور دل میں (جو بصورت نیلوفر فرض کیا گیا ہے) متمکن ہوا۔ پھر اس کا نام برہما یعنی من قرار پایا۔ پھر جسم ہوا، رفتہ رفتہ متعدد ناموں سے موسوم ہوا۔ جیسے سنار مختلف قسم کے زیور سونے سے بناتا ہے، اور اس کا جدا جدا نام رکھا جاتا ہے۔

جو علم، عقل، سرداری، نیک خواہش اور ادراک معقولات رکھتا ہے وہ برہما ہے، برہما کو تردد ہوا کہ میں کس واسطے پیدا کیا گیا؟ جب غور وفکر کیا، کشف ہوا کہ جو پہلے برہما نے کیا وہی کرنا چاہیئے، جب یہ دل میں قرار پایا، ہر قسم کی موجودات کو صورت خانہ سے جلوت خانہ میں حاضر کیا۔ اور واسطے انتظام مخلوق کے، کہ شر و فساد نہ ہو، اور عدل سے کام لیتے رہیں، کوئی اپنے حق سے محروم نہ رہے، اور حتی الامکان جنگ وجدل نہ ہو۔ اور ہر شخص آزادی سے خوش گذران کرے، چار وید، اٹھارہ سمرتی، چھ شاستر، اور اٹھارہ پوران بنائے، تاکہ ہر کوئی اس کے موافق نیک عمل کرے۔

باب پنجم الشیم پرکرن | یعنی عالم کے فنا ہونے کے بیان میں = لیکن تمام باب آپ پڑھ جائیں، اس عنوان پر کوئی معقول بحث نظر نہ آئے گی۔ اس میں تمثیل کے طور پر کہانیاں، افسانے اور غیر معقول باتوں کا ذکر اگرچہ ضمناً ہے، مگر بہت زیادہ ہے۔ زیادہ زور اسی بات پر ہے کہ دنیا ایک وہم و خیال ہے، انسان اپنے پانچوں حواس پر قابو پاکر مکت (نجات) پاسکتا ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبادت کے آسن کس طرح جمانا چاہیئے، یعنی عبادت کے لئے بیٹھک کا کیا کیا طریقہ استعمال میں لانا چاہیئے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں۔ اور ہر قسم کو کس طرح عمل میں لانا چاہیئے . . . .

. . . . اور ہر ایک کے فوائد کیا کیا ہیں۔ پھر شری رام چندر جی کو ہدایت کی گئی ہے کہ تم تمام دنیاوی امور سلطنت اسی طرح انجام دو جس طرح دوسرے کرتے ہیں۔ مگر تمہارا دل ان میں سے کسی سے اٹکا نہ ہو۔ بلکہ بالکل بے تعلق ہو۔

باب ششم تردان پرکرم | یعنی کلمہ و کلام سے آزادی اور چون وچرا سے رستگاری، معرفت نفس اور روح کی حقیقت کے بیان میں ہے۔

مصنف نے اس باب میں بھی اصل مقصد کے بجائے دوسرے مضامین سے بحث شروع

کی ہے، مثلاً اُس نے لکھا ہے کہ ویدانتوں کے نزدیک "اودیا" تین صفتوں سے مرکب ہے، رجوگن (خواہش یا ارادہ) تموگن (غصہ) ستوگن (تمیز یا عقل) پس اگر یہ تینوں صفتیں برابر ہوں تو اس کو "پراکرت" کہتے ہیں، اور یہ درجہ خدائے لایزال کا ہے لیکن اگر عقل غالب ہو اور خواہش اور غصہ برابر ہو تو یہ مرتبہ برہما، بشن، اور رودر کا ہے، پھر ستوگن اگر دونوں پر غالب ہو اور رجوگن، تموگن پر غالب ہو تو اس مرتبہ پر بشسٹ اور بسوا متر ہوتے ہیں پھر ستوگن دونوں پر غالب ہو اور تموگن، رجوگن پر غالب ہو تو اس مرتبہ پر بیس اور باسک وغیرہ ہوتے ہیں۔ اور رجوگن دونوں پر غالب ہو اور ستوگن اور تموگن باہم برابر ہوں تو اس مرتبہ پر رام چندر اور جنک وغیرہ ہوتے ہیں۔ اور رجوگن دونوں پر غالب ہو اور ستوگن، تموگن پر غالب ہو تو اس مرتبہ پر بالمیک اور ویاس وغیرہ ہوتے، اور رجوگن دونوں پر غالب ہو اور تموگن، ستوگن پر غالب ہو تو اس مرتبہ پر کھدر ہوتے، اور تموگن دونوں پر غالب ہو اور ستوگن اور رجوگن دونوں برابر ہوں تو اس مرتبہ پر نباتات اور جمادات ہیں۔ تموگن دونوں پر غالب ہو اور ستوگن، رجوگن پر غالب ہو، تو اس مرتبہ پر گائے بیل وغیرہ ہوتے ہیں تموگن دونوں پر غالب ہو، اور رجوگن، ستوگن پر، تو اس مرتبہ پر سانپ، سُور اور درندے ہوتے ہیں۔

غرض مصنّف نے عالم موجودات میں جو کچھ ہے ان کے صفات کو بیان کیا ہے کہ ان مخلوقات میں یہ یہ صفات پائے جاتے ہیں۔ مصنّف نے اس کے بعد کرم جوگ کا بیان شروع کر دیا ہے، اور بتایا ہے کہ بعض لوگ کرم جوگ کو آسان سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ گیان جوگ پر عمل کرتے ہیں۔ پھر کرم جوگ کو سمجھانے کے لئے طویل قصہ ایک کوّے کا بیان کیا ہے۔ کہ اس کی عمر اس قدر طویل تھی کہ دنیا کئی دفعہ پیدا ہوئی اور فنا ہوئی مگر وہ زندہ رہا۔ اور یہ کرم جوگ کے بدولت تھا

لیکن راقم الحروف نے کئی دفعہ یہ حکایت پڑھی۔ پر یہ نہ معلوم کر سکا کہ کرم جوگ کی بدولت اس کو یہ دولت کیوں کر حاصل ہوئی۔ کرم جوگ کے معنے "اپنے اعمال حسنہ کے ذریعہ نجات پانا ہے" مگر اس قصہ کے پڑھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوّے کو یہ دولت اُس کے آقا نے محض از راہِ کرم عنایت فرمائی۔

اس کے بعد بشسٹ نے اس کوتے سے ملاقات کی، اور کہا کہ دنیا کے جو عجائبات تم نے دیکھے ہیں ان میں سے کچھ بیان کرو، اس نے کہا کہ ایک وقت وہ تھا کہ پہاڑ اور درخت تھے، لیکن حیوان اور انسان نہ تھے، ایک زمانہ میں خاک تھی، پر پہاڑ اور درخت نہ تھے، ایک دفعہ بندھیاچل (پہاڑ) نے آفتاب کی آمد و رفت بند کردی، پھر "اگسٹ" پیدا ہوا، اور اپنے علم وعقل سے بندھیاچل کو اس کی اصلی صورت پر لے آیا۔ کیوں کہ آفتاب کی آمد و رفت کے بند ہونے سے دنیا میں خلل پڑ گیا تھا، کسی طرف رات ہی رات تھی اور کسی طرف دن ہی دن۔

ایک وقت ایسا تھا کہ ستارہ سُہیل نہ تھا۔ ایک زمانہ میں شراب، شریفوں کے لئے جائز تھی اور رذیلوں کے لئے حرام، ایک زمانہ میں عورت دوسروں کے ساتھ ہم بستر ہو کر بھی پاک سمجھی جاتی تھی۔ ایک زمانہ ایسا بھی گذرا ہے کہ برہما، بشن، رودر، آفتاب اور چاند پیدا کر کے اُن کے نام رکھے گئے، ایسا بھی واقعہ گذرا ہے، کہ "ہرناچھ" دنیا کو اٹھا کر دوسری جگہ لے گیا، پھر "باراہ" اوتار نے اُس کو مار ڈالا، اور زمین کو اپنی جگہ واپس لائے۔ کبھی ایسے راجے بھی ہوئے ہیں کہ جن کی سلطنت بتیس کروڑ، ۶۷ سرسٹھ لاکھ برس تک رہی ہے ۔۳۲۶۷۰۰۰۰۰۰۔ ایک دفعہ "سنکھاسر دیہت" نے ویدوں کو دریا میں غرق کردیا، اور مچھ اوتار نے اس کو دریا سے نکالا۔ بشسٹ، مہادیو، گنیش، پاربتی، سرستی لچھمن وغیرہ سات دفعہ مرے سامنے پیدا ہوئے، وید بارہا غائب ہوئے، اور ان کا عمل جاتا رہا۔ اور ترمیم و تنسیخ اس میں ہوئی۔ دس مرتبہ مہادیو نے اندر کی سلطنت چھین لی، اور پھر واپس کردی، کئی مرتبہ ویدوں کا مضمون تبدیل ہوا۔ بارہ مرتبہ رامائن اور جوگ بشسٹ بالمیک نے تصنیف کی۔ اور سات مرتبہ مہابھارت تصنیف ہوئی، گیارہ مرتبہ راما اوتار جسرتھ کے گھر پیدا ہوئے، اور بارہا مشرق مغرب ہوا، اور مغرب مشرق بن گیا۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ قصہ بھی بیان کیا ہے جو ناظرین کے تفریح طبع کے لئے درج کرتا ہوں۔

"پاربتی" زوجہ مہادیو کے باپ (جگ دچھ) نے ایک دفعہ جگ (یگ یا یگن) کیا۔ انھوں نے تمام رئیسوں کو بلایا مگر مہادیو کو خبر تک نہ کی۔ پاربتی نے اپنے باپ سے شکایت کی۔ باپ نے کہا کہ مہادیو

بد وضع ہیں، ہر وقت نشہ میں چور رہتے ہیں۔ سانپ گلے میں ڈالے رہتے ہیں۔ اور لوگوں کے سر کاٹ کر ہر وقت گلے میں بطور مالا کے استعمال کرتے ہیں۔ چوں کہ ان کی وضع عوام کے خلاف ہے اس لئے ایک کو خوش رکھنے کے لئے سب کو ناراض کرنا خلافِ عقل ہے، اسی سبب سے جان بوجھ کر شرکت کی دعوت نہ دی، پاربتی نے اس میں اپنی حقارت اور ذلت محسوس کی، اور خود کو آگ میں جلا کر خاک کر دیا۔ مہادیو کو جب اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے اس مجلس ہی کو درہم برہم کر ڈالا۔

بشسٹ نے کوّے سے درازیٔ عمر کی وجہ دریافت کی، اُس نے جواب دیا کہ جو شخص طبعی نفرت و محبت کو دل سے نکال ڈالے اور اخلاق ذمیمہ سے بچتا رہے وہ معرفت کا آبِ حیات پی لیتا ہے جس پر موت قابو نہیں پاتی۔ اور اس کے ساتھ میں نے حبسِ دم کا عمل بھی جاری رکھا ہے۔ اس کے بعد حبسِ دم کے متعلق اس نے تشریح کی اور آخر میں اس نے کہا کہ اسی سے میں نے جاودانی زندگی حاصل کی ہے۔

میرے خیال میں غالباً مصنف نے اس قصہ سے کرم جوگ کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ کوّے نے دل سے نفرت و محبت کو نکال دیا اور اخلاق ذمیمہ سے بچتا رہا۔ حبس دم بھی کیا، یہی کرم جوگ کیا جس سے وہ کامیاب رہا۔

اس کے بعد متعدد دوسرے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً مکت جیون کی علامت کیا ہے، مہادیو کی پرستش کس طرح کرنی چاہیئے بُت پرستی عوام کے لئے ہے، خواص کے لئے نہیں۔ چوں کہ عوام کم عقل ہوتے ہیں اور محسوسات ہی کے عادی ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے دھیان کو قایم رکھنے کے لئے محسوس (یعنی بُت یا مورتی) کا سامنے رہنا خدا کے گیان کے لئے ضروری ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد بشسٹ نے کہا کہ ای رام چندر! جو کچھ میں نے کہا اور بتایا اس پر عمل کر، اور اب زیادہ کوئی سوال نہ کرنا، کان، آنکھ، لب کو بند کر لے اور دل ساکن (مطمئن) رکھ اور ظاہر سے باطن کی طرف رجوع کر۔

لہ ناظرین کے معلومات میں اضافہ کے لئے یہ بیان کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اندر کے دربار کی چند پریاں ہنس پر سوار ہو کر ایک پہاڑ پر اُتریں وہاں چند کوّے بھی تھے، انھوں نے ان ہنسوں کو حاملہ کر دیا۔ ان سے جو بچے ہوئے ان میں سے ایک یہ حضرت بھی ہیں جو بشسٹ سے باتیں کر رہے ہیں۔

بھاردوج نے مصنف کتاب شری بالمیک سے سوال کیا کہ پھر رام چندر دنیا کی طرف کس طرح مائل ہوئے، بالمیک نے کہا کہ رام چندر جب بشسٹ کی تعلیم سے عارف ہوگئے اور گوشہ نشین ہونا چاہا، تو بسوامتر نے کہا کہ جس کام کے لیے میں آیا ہوں۔ اس کو پورا کرنا چاہیے۔ عارف اگر گوشہ نشین ہو جائے تو مخلوق کو کیا فائدہ پہنچے۔

بشسٹ نے کہا کہ اے رام چندر! فضل الٰہی سے اب تم گیانی ہوگئے اس کا شکر ادا کرو، اور مخلوق کو گیانی بناؤ۔ رام چندر نے بشسٹ کے قدم چومے، اور بشسٹ نے ان کو دعا دی۔ حاضرین دربار نے بشسٹ کو آفریں کہا، اور رام چندر کو مبارک باد دی۔ پھر رام چندر نے بسوامتر کے ہمراہ جاکر اس کا کام انجام دیا اور واپس آکر سلطنت کے کاروبار رنجوں کی طرح انجام دیتے رہے، کیوں کہ دل میں اب کسی قسم کی خواہش باقی نہیں رہی تھی۔ دنیا اور اس کی تمام چیزیں ان کی آنکھوں میں حقیر اور فانی نظر آتی تھیں۔

اس مضمون پر اصل کتاب جوگ بشسٹ ختم ہوگئی۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ جوگ بشسٹ کا اصلی حصہ ہے صرف وہی ہے جس میں شری رام چندر جی کو مخاطب کیا گیا ہے، باقی تمام قصص و حکایات اور امثال وغیرہ سب الحاقی ہیں۔ جو بعد میں داخل کر دیے گئے ہیں۔ واللّٰہ اعلم عند اللّٰہ۔ وما توفیقی الا باللّٰہ۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

اُردو کا مشہور اور قدیم علمی و ادبی ماہنامہ

شاعر بمبئی

اپنی اُنتیسویں سالگرہ پر
وسطِ اپریل میں

خاص نمبر ۶۵۸

پیش کر رہا ہے
۴۰۵ صفحات
قیمت صرف
عہ

بلند پایہ مقالے
منتخب افسانے — روح نواز غزلیں اور نظمیں
اُردو کے بڑے اور مشہور فن کاروں کی تازہ ترین تخلیقات سے "خاص نمبر"
— مزین ہوگا —
سالانہ خریداروں کو مفت۔ سالانہ چندہ چھ روپیہ

منیجر
"شاعر" پوسٹ بکس ۵۲۶ بمبئی ۴